بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء
عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

الفضل

روزنامہ

لاہور پاکستان

فون نمبر ۲۹۷۹

تار کا پتہ:- ڈیلی الفضل لاہور

فی پرچہ ۱/

یوم یکشنبہ ۳ ذی قعدہ ۱۳۷۳ھ

جلد ۴۳/۸ | ۴ ماہ وفا ۱۳۳۳ ہش - ۴ جولائی ۱۹۵۴ء | نمبر ۹۳

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں ولادت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا نواسہ اور حضرت میر محمد اسحاق صاحب کا پہلا پوتا

جماعت میں یہ خبر نہایت مسرت اور خوشی کے ساتھ سنی جائے گی کہ مکرم و محترم سید داؤد احمد صاحب ابن حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ کے ہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بتاریخ ۲۵ جون بروز جمعۃ المبارک بوقت پونے ایک بجے بیٹا عطا فرمایا ہے

الحمد للہ ثم الحمد للہ

نومولود جس کا نام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے "سلیمان احمد" تجویز فرمایا ہے۔ حضور کا نواسہ اور حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پہلا پوتا ہے:

ادارہ الفضل اس نہایت مبارک تقریب پر تمام جماعت کی طرف سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ۔ محترم سید داؤد احمد صاحب اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوسرے اراکین کی خدمت میں پوری خوشی اور صدق دل سے ہدیہ مبارکباد پیش کرتا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو حسنات دارین سے نوازے۔ علم و عمل کے زیور سے آراستہ کرے اور والدین خاندان اور جماعت کے لئے قرۃ العین بنائے آمین ثم آمین

مشرقی پاکستان میں دفعہ ۹۲ الف کے نفاذ کے بعد پوری طرح امن قائم ہو گیا ہے

پارلیمنٹ میں آزاد ہندو ممبر مسٹر دھریندر ناتھ دت کا اعتراف

کراچی ۳ جولائی۔ آج پارلیمنٹ میں مشرقی بنگال میں دفعہ ۹۲ الف کے نفاذ پر پھر بحث شروع ہوئی۔ سب سے پہلے انڈیپنڈنٹ مسٹر دھریندر ناتھ دت نے تقریر کی۔ آپ نے مسٹر محمد علی کے اس دعویٰ کی تردید کی کہ متحدہ محاذ کی پشت پر کمیونسٹوں کا ہاتھ ہے۔ مسٹر دت نے اپنا تمام وقت مسٹر فضل الحق کی ناکامیوں اور کوتاہیوں کی صفائی پیش کرنے میں گزار دیا ہے۔ انہوں نے مسٹر فضل الحق کی کلکتہ کی تقریر کی بھی صفائی پیش کی۔ مسٹر دت نے کہا کہ مشرقی پاکستان کے ہندو لیڈر بھی فضل الحق کی طرح پاکستان بننے کو پسند نہیں کرتے۔ لیکن انہوں نے پاکستان کو بطور ایک حقیقت کے تسلیم کر لیا ہے۔ انہوں نے یہ بات تسلیم کر لی کہ دفعہ ۹۲ الف کے نفاذ کے بعد صوبہ میں امن قائم ہو گیا ہے۔ انہوں نے گورنر کے لئے ایک مشاورتی کونسل قائم کرنے پر زور دیا:

مشرقی بنگال کے ایک ممبر سید شمس الرحمٰن نے اپنی تقریر میں مسٹر دت کے بیان کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ یہ حقیقت ہے کہ متحدہ محاذ کی پشت پر کمیونسٹ تھے۔ خود متحدہ محاذ کے ایک وزیر شرف الدین چوہدری نے اعتراف کیا تھا کہ کمیونسٹ متحدہ پارٹی کا ایک حصہ ہیں۔ مسٹر شمس الرحمٰن نے کہا کہ متحدہ محاذ نے انتخابات کے دوران میں عجیب و غریب وعدے کئے تھے اس نے کہا تھا۔ کہ اگر ہم برسر اقتدار آ گئے تو عوام پر کوئی ٹیکس نہیں لگایا جائے گا۔ اور نمک ایک آنہ سیر کر دیا جائے گا۔ نہ معلوم متحدہ محاذ کی حکومت ان وعدوں کو پورا کرنے کے لئے کیا طریقے استعمال کرتی۔ کارخانوں میں بلوؤں کے متعلق سید شمس الرحمٰن نے کہا کہ اصل میں یہ فسادات ہندو سرمایہ داروں نے کرائے تھے جن کے دل میں پاکستان کی اقتصادی ترقی کانٹے کی طرح کھٹک رہی ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ یہ فسادات صرف ان کارخانوں میں ہوئے جہاں سرمایہ مسلمانوں نے لگایا ہوا تھا۔ لیکن وہ کارخانے کلیۃً محفوظ رہے جہاں ہندوؤں کا تھوڑا سا بھی سرمایہ موجود تھا۔ آپ نے متحدہ محاذ سے اپیل کی کہ وہ قوم کی بھلائی کے لئے عملی اور تعمیری پروگرام پیش کرے۔ مسٹر فضل الحق کی تقریروں کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے

اس حیرت کا اظہار کیا۔ کہ ایک خود مختار ملک کے ایک صوبہ کا وزیر اعلیٰ علاج کے لئے دوسرے ملک میں جاتا ہے۔ اور وہاں ایسی ایسی باتیں کرتا ہے۔ جو ملک کی سالمیت کے لئے انتہائی خطرناک ہیں۔ سید شمس الرحمٰن نے مخالف پارٹی سے اپیل کی۔ کہ وہ نہ صرف زبان سے بلکہ دل سے بھی پاکستان کا قیام تسلیم کر لیں۔

مشرقی بنگال کے متعلق بحث اگلے ہفتے کے دن پھر ہو گی:

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مد ظلہ العالی کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

احباب حضرت میاں صاحب کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں

لاہور ۳ جولائی۔ (ساڑھے نو بجے شب) حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مد ظلہ العالی کی صحت کے متعلق مکرم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی طرف سے حسب ذیل اطلاع موصول ہوئی ہے:۔

"حضرت میاں صاحب کو رات اللہ تعالیٰ کے فضل سے نیند اچھی آ گئی آج دن بھر نقرس کی تکلیف اور دل کی حالت میں افاقہ رہا البتہ ضعف محسوس کرتے رہے۔ گیارہ بجے کے قریب سانس کی کچھ تکلیف تھوڑی دیر کے لئے ہو گئی تھی۔ مگر جلد آرام آ گیا۔ آج شام سے پیٹ میں نفخ کی تکلیف ہے۔ جس سے کچھ بے چینی ہے۔

احباب حضرت میاں صاحب کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔"

خاکسار:- ڈاکٹر مرزا منور احمد

پاکستان اور فرانس کے درمیان تجارتی سمجھوتہ پر دستخط ہو گئے

کراچی ۳ جولائی۔ آج کراچی میں پاکستان اور فرانس کے درمیان تجارتی معاہدہ پر دستخط کر دیئے گئے۔ فرانس کی طرف سے پاکستان میں فرانس کے ناظم الامور اور پاکستان کی طرف سے وزارت تجارت کے نائب سیکرٹری نے دستخط کئے۔ اس معاہدہ کے تحت فرانس پاکستان سے روئی اور پٹ سن وغیرہ خریدے گا۔ اور پاکستان فرانس کی بنی ہوئی کئی اشیاء منگائے گا۔ اس معاہدہ کی مدت ۳۰ جون ۱۹۵۵ء تک ہے۔

فرانسیسی فوجوں نے ویٹ منہ کے زبردست حملے پسپا کر دیئے

ہنوئی ۳ جولائی۔ آج ہند چینی میں دریائے سرخ کے ڈیلٹا کے جنوبی علاقے میں فرانسیسی فوجوں نے ویٹ منہ کے شدید حملوں کو پسپا کر دیا۔ اس سے پہلے یہ خبر آئی تھی کہ ویٹ منہ فوجیں اس علاقہ میں

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے الفضل پریس میں طبع کرا کے ۱۳۔ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

ایڈیٹر روشن دین تنویر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد خدا تعالیٰ کی رحمت کا

ایک زبردست نشان ہے

اُن کی صحت و عافیت اور درازیٔ عمر کیلئے دعائیں کرنا خود اپنے آپکو رحمت و سعادت کا اہل بنانا ہے

امیر جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کیلئے دعاؤں اور صدقات کی تحریک

لاہور ۲۳ر جولائی۔ کل مسجد احمدیہ بیرون دہلی دروازہ میں خطبہ جمعہ پڑھتے ہوئے امیر جماعت احمدیہ لاہور مکرم چوہدری اسد اللہ خان صاحب نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے اجتماعی دعاؤں اور صدقات کی پُرزور تحریک فرمائی۔ آپ نے فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ایک زبردست نشان ہے ان کی صحت و عافیت اور درازیٔ عمر کے لئے اللہ تعالےٰ کے حضور دعائیں کرنا خود اپنے آپ کو برکت و سعادت اور اللہ تعالےٰ کی نصرت و رحمت کا اہل بنانا ہے۔

خطبہ جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی شان اور آپ کا بلند مقام احباب جماعت سے پوشیدہ نہیں۔ اللہ تعالےٰ کی وحی میں آپ کو قمر الانبیاء قرار دیا گیا ہے۔ آپ کا وجود سلسلہ کے لئے ہر رنگ میں خیر و برکت کا موجب ہے آپ کے جملہ اوقات سلسلے کی خدمت اور احباب جماعت کی فلاح و بہبود کے لئے وقف ہیں تالیف و تصنیف اور انتظامی امور کے ضمن میں جو گراں بہا خدمات آپ نے سرانجام دی ہیں ان کی وجہ سے جماعت کا ہر فرد آپ کے زیربار احسان ہے اور اس کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ آپ کی صحت و عافیت اور درازی عمر کے لئے انتہائی درد دل سے دعا کرے۔ پھر ہمیں یہ امر بھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ آپ کے لئے دعا کرنا خود ہمارے اپنے ہی حق میں دعا کرنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ آپ کا وجود ایک نہایت قیمتی وجود ہے۔ آپ کی صحت اور درازی عمر کے لئے جب ہم خدا سے دعا مانگتے ہیں۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ حضرت میاں صاحب کے بابرکت وجود کے ذریعہ ہم جن سعادتوں اور رحمتوں سے حصہ پاتے رہے ہیں۔ تو ان کا سلسلہ اور لمبا کر دے تاکہ ہم اور ہماری اولادیں ان سعادتوں اور برکتوں سے مزید حصہ پاتے چلے جائیں اور اس طرح تیری رضا کو حاصل کرنے والے بنیں

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد کے حق میں دعائیں کرنا خود اپنے لئے خدا سے رحمت و برکت مانگنا ہے۔ اور ایسا غفلت شعار کون ہوگا کہ جو اس موقع پر اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کی رحمت اور اس کے فضل کا اہل بنانے میں کوتاہی کرے۔ پس میں احباب جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ حضرت میاں صاحب مدظلہ کی صحت و عافیت کے لئے اللہ تعالےٰ کے حضور نہایت خشوع خضوع اور الحاح سے دعائیں کریں۔ صرف انفرادی طور پر ہی نہیں بلکہ حلقوں میں اجتماعی دعاؤں کا بھی انتظام کیا جائے اور صدقات بھی دیئے جائیں۔ تاکہ ہماری یہ آہ و زاری اللہ تعالےٰ کے حضور شرف قبول سے نوازی جائے۔

حضرت میاں صاحب کی عیادت کے لئے آپ کی قیام گاہ واقعہ کوٹھی ۹۷ ایبٹ روڈ(؟) پر حاضر ہونے والے مقامی احباب کو مکرم امیر صاحب نے تاکید فرمائی کہ وہ وہاں جا کر اس خواہش کا اظہار نہ کریں کہ انہیں ملاقات کا موقع دیا جائے۔ کیونکہ ڈاکٹری مشورے کے مطابق سردست احباب کی اس خواہش کو پورا کرنا ممکن نہیں ہے۔ اسلئے حصول سعادت کی غرض سے احباب جائیں اور بکثرت جاتے رہیں۔ لیکن باہر جو احباب ڈیوٹی پر مقرر ہوں۔ ان سے حضرت میاں صاحب کی خیریت دریافت کرکے اور ان کی معرفت اپنا سلام پہونچا کر واپس آجائیں۔ زیادہ دیر وہاں ٹھہرنے یا بیٹھے رہنے کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ اصل مقصد عیادت کرنا ہے جو وہاں حاضر ہو کر اور بالواسطہ سلام عرض کر دینے سے ہی حاصل ہو جاتا ہے۔

---

(۳) خاکسار کے کان میں ایک عرصہ سے سخت تکلیف ہے۔ احباب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالےٰ اپنے کرم و فضل سے شفا فرما دے

(خاکسار فیاض احمد اکرم جماعت ششم میاں چنوں۔ ضلع ملتان)

کلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم

صحابہؓ کی فضیلت

عن عمر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم (اخرجہ رزین)

ترجمہ:۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ تم جس کی بھی پیروی کروگے۔ ہدایت پاؤ گے ۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

قول و فعل میں مطابقت پیدا کرو

"اللہ کا خوف اسی میں ہے۔ کہ انسان دیکھے کہ اس کا قول و فعل کہاں تک ایک دوسرے سے مطابقت رکھتا ہے۔ پھر جب دیکھے کہ اس کا قول و فعل برابر نہیں تو سمجھ لے کہ مورد غضب الٰہی ہوگا۔ جو دل ناپاک ہے۔ خواہ قول کتنا ہی پاک ہو۔ وہ دل خدا کی نگاہ میں قیمت نہیں پاتا۔ بلکہ خدا کا غضب مشتعل ہوگا (ملفوظات)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا ذکر خیر

شیخ محمد صالح صاحب خلف شیخ رحمت اللہ صاحبؓ آف انگلش ویئر ہاؤس لاہور نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میرے والد نے مجھے کپڑے۔ گرگابی اور پگڑی دی کہ عید کے دن حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی خدمت میں پیش کر دینا۔ تاکہ وہ یہ کپڑے پہن کر عید پڑھنے کے لئے تشریف لے جائیں۔ شیخ محمد صالح بیان کرتے ہیں۔ میری بچپن کی عمر تھی۔ میں اپنے والد سے ضد کر رہا تھا کہ میں قادیان نہیں جاؤں گا۔ جب تک آپ مجھے ریشمی جرابیں نہ خرید دیں گے۔ اس بحث میں گاڑی کا وقت بھی گذر گیا۔ جو اس زمانہ میں چھ بجے شام بٹالہ جاتی تھی۔ شیخ صاحب کہنے لگے۔ اب تو گاڑی کا وقت بھی چلا گیا۔ میں نے کہا اگر آپ کا مرشد کامل ہے تو آج گاڑی بھی نہیں جائے گی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اس دن گاڑی پانچ گھنٹے لیٹ ہو گئی اور میں کپڑے لے کر رات کے گیارہ بجے لاہور سے روانہ ہوا اور صبح بمشکل عید سے قبل قادیان پہونچا۔ اور کپڑے حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں پیش کئے۔ اتنے میں ایک ضرورت مند آپ کے پاس آیا اور کرتہ مانگا۔ آپ نے کرتہ اس کو دیدیا۔ میں نے جو یکے بعد دیگرے سب کپڑے تقسیم ہوتے دیکھے۔ تو میرے دل میں رنج پیدا ہوا کہ میں تو اتنی مصیبت برداشت کرکے کپڑے لایا ہوں۔ کہ یہ خود پہنیں۔ مگر یہ لوگوں میں تقسیم کر رہے ہیں رمجھ سے نہ رہا گیا۔ اور میں نے رنج کا اظہار کر دیا۔ آپ نے حاجتمند کو کہا کہ بھائی یہ ناراض ہو گیا ہے۔ تم عید کے بعد آکر کپڑے لے جانا۔

(عبدالوہاب عمر دواخانہ نورالدینؓ جودھامل بلڈنگ لاہور۔)

درخواستہائے دعا!

(۱) عاجز کو چند مشکلات درپیش ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ جل شانہٗ غفاری و ستاری سے کام فرماکر دین و دنیا میں سرخرو فرمائے (خاکسار خلیفہ صلاح الدین از ربوہ)

(۲) عزیزم مبارک احمد کو اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے پہلے کی نسبت کافی آرام ہے۔ مگر ابھی تک خرابی جگر کی شکایت بدستور ہے۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ عزیزم کو شفا عاجلہ و صحت کاملہ عطا کرے۔ (دین محمد صوفی انچارج دار الشفاء گوجرانوالہ)

روزنامہ الفضل لاہور
مورخہ ۴ رفاء ۱۳۳۳ھش

آزادیٔ تحریر و تقریر

مسٹر بروہی نے اپنے ایک بیان میں واضح کیا ہے کہ اگرچہ آزادی تحریر و تقریر ہر انسان کا بنیادی حق ہے اور جمہوریت کی بنیاد ہی ایسے حقوق کی پاسداری پر ہے۔ لیکن ایسے تخریبی عناصر کے قول و فعل پر پابندی لگانے کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں۔ جو آزادیٔ تحریر و تقریر کے پردے میں ملک میں انار کی پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں۔

یہ درست ہے۔ کہ ایک جمہوری حکومت اسی لئے جمہوری کہلاتی ہے۔ کہ اس میں شہریوں کے بنیادی حقوق کی نگہداشت پوری طرح کی جاتی ہے۔ لیکن خود حکومت کا وجود ہی اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ جہاں جمہوری اصولوں کے مطابق ہر شہری اپنی تقریر و تحریر اجتماع میں آزاد ہے وہاں اس پر کچھ پابندیاں بھی عاید ہوتی ہیں اور وہ اس اصول کے مطابق ہیں کہ ہم اپنے آزادیٔ تحریر و تقریر و اجتماع کے حقوق کا استعمال اس طرح کریں کہ دوسروں کے اپنی یا دوسرے حقوق پر مخالفانہ اثر نہ پڑے۔

اگر ایک شہری اپنے ان حقوق کے اجراء میں دوسرے شہریوں کے بنیادی حقوق پر چھاپہ مارتا ہے۔ تو کوئی حکومت حکومت نہیں کہلا سکتی۔ اگر وہ تجاوز کرنے والے شہری کو نہ روکے اور اس کے حقوق کو حدود کے اندر رکھنے کی کوشش نہ کرے۔

پھر ہر ایک شہری کا حق ہے۔ کہ ملک میں امن کی فضا کی خواہش کرے۔ تاکہ وہ اپنی زندگی کی ضروریات مہیا کرنے کے لئے کسی قسم کی دقت محسوس نہ کرے۔ اس لئے تقریر و تحریر و اجتماع کے حق پر یہ ایک قدرتی پابندی ہے۔ جو حکومت کو عائد کرنی چاہیئے۔ کہ کوئی شہری اپنے ان حقوق کا اس طرح استعمال نہ کرے۔ کہ جس سے ملک میں امن کی فضا مکدر ہو۔ اس لئے اگر حکومت بعض حالات میں جو اس کی دانست میں کوئی شہری یا شہریوں کا گروہ آزادیٔ تحریر و تقریر و اجتماع کے بنیادی حقوق کو اس طرح استعمال کرتا ہے۔ کہ جس سے ملک میں بد امنی پھیلنے یا دوسرے شہریوں کے خلاف منافرت پھیلنے کا اندیشہ ہو۔ اور حکومت ایسے شہری یا شہریوں کے گروہ کے ایسے حقوق پر پابندیاں عائد کرے۔ تو وہ محض اپنا معمولی فرض ادا کرتی ہے۔ اور اس کی بناء پر شہریوں کی آزادی تقریر و تحریر و اجتماع کو سلب کرنے کا الزام لگانا ہٹ دھرمی کے علاوہ الزام لگانے والوں کی تخریبی نیتوں کو بھی واشگاف کرتا ہے۔ اس کے تو صاف معنی یہ ہوں گے۔ کہ الزام لگانے والے واقعی ملک میں بد امنی کے حامی ہیں۔ جو چاہتے ہیں کہ وہ ملک میں اپنی من مانی کریں اور ٹوکنے والا کوئی نہ ہو۔ چاہیں تو ملک میں خون خرابہ کریں۔ کیونکہ اپنی من مانی کرنا ہی آزادی ہے اور آزادی پیدائشی حق ہے۔

اگر یہ استدلال صحیح مان لیا جائے۔ تو نہ تو ملک میں کسی حکومتی نظام کی ضرورت رہتی ہے۔ اور نہ قانون سازی ہی کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ آخر یہ قانون کس لئے بنائے جاتے ہیں۔ اسی لئے ہی نا کہ شہری اپنے قول و فعل میں اپنی من مانی کرنے کے لئے بالکل آزاد نہیں بلکہ انہیں اپنے قول و فعل کو کسی حدود کے اندر رکھنا لازمی ہے۔ تاکہ وہی بنیادی حقوق جن پر کسی ملک کے شہریوں کو ناز ہو سکتا ہے۔ اور جو ملک و قوم کی بہبودی کے ضامن ہیں۔ ملک و قوم کے لئے زحمت نہ بن جائیں۔

ذرا سوچئے تو سہی اگر ہر شخص اس بہانہ سے کہ اس کو تقریر و تحریر و اجتماع کی پوری آزادی ہے۔ اٹھ کر اپنی قوت بیانیہ سے جس کی چاہے پگڑی اتارنے لگے جو چاہے کرنے لگے۔ ساتھی بنا کر ڈاکے ڈالنے لگے۔ کوئی حکومت اس کے قول و فعل کی بازپرس کرنے والی نہ ہو۔ تو چند ہی گھنٹوں میں ملک کی کیا حالت ہو جائے۔ اس کے تو یہ معنی ہوں گے۔ کہ حکومت نہ کسی کو چوری کی نہ ڈاکے کی اور نہ قتل کی سزا دے سکتی ہے۔ کیونکہ ایسا کرنا مجرم کے بنیادی حقوق پر قدغن اور اس کی آزادی تقریر و تحریر و اجتماع و حرکات و سکنات پر پابندیاں عائد کرنے کے مترادف ہے۔

پھر تخریبی عناصر کئی طرح سے حکومت کو زچ کرتے ہیں۔ لیکن ان کا سب سے بڑا ہتھیار یہی ہوتا ہے۔ کہ حکومت پر شہری آزادیوں کے سلب کرنے کا الزام زور شور سے لگایا جائے۔ تاکہ عوام جو بیچارے ان کے فریب کو سمجھتے نہیں۔ بھڑک کر حکومت کے خلاف سرگرمیوں کے لئے آسانی سے آمادہ کئے جا سکیں۔ اس کے لئے ہوشیار لوگ یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ کہ کچھ بدعنوانیاں خود پہلے کرتے ہیں۔ اور جب حکومت نوٹس لیتی ہے۔ اور ان کی بازپرس کرتی ہے۔ اور ان کے قول و فعل پر قانونی پابندیاں عائد کرتی ہے۔ تو وہ "شہری آزادیوں کے گلا گھونٹنے کا" پراپیگنڈا شروع کر دیتے ہیں۔ یا عجیب و غریب مطالبات کا باب کھول دیتے ہیں۔ اور عوام کے جذبات کو بھوک یا مذہب کے نام پر بھڑکانا شروع کر دیتے ہیں۔

آج کل یہاں بھوک اور مذہب دو کاری ہتھیار بڑی چابکدستی سے چلائے جا رہے ہیں۔ چونکہ پاکستان میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ اور حکومت کی باگ ڈور بھی انہی کے ہاتھ میں ہے۔ کاروبار۔ مزدوری پیشہ۔ ملازمت میں زیادہ تر مسلمان ہی ہیں۔ اس لئے مذہب کا ہتھیار کاری ترین ہتھیار سمجھا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بھوک والے بھی یہاں اکثر مذہب کے نام کی ہی آڑ لیتے ہیں۔ اور اسلام میں کمیونزم کے جراثیم ڈھونڈ نکالنے کے لئے مضطرب رہتے ہیں۔ مذہب کی بناء پر لوگوں کو کس کس انداز سے بھڑکایا جا سکتا ہے۔ مندرجہ ذیل مثال سے واضح ہو جائے گا۔ ایک معاصر میں جڑانوالہ کا ایک مکتوب شائع ہوا ہے۔ اس میں صاحب مکتوب فرماتے ہیں:۔

"تمام مساجد میں اسیران مارشل لاء کی رہائی کی قراردادیں بہت شور شور سے پاس ہوئیں۔ ایک مخصوص مسجد کے عوام نے بھی اپنے جوش و جذبہ سے قرارداد پاس کرانے کا کام اپنے خطیب صاحب کو سونپا۔ لیکن خطیب صاحب صرف دعا پر اکتفا کر کے اپنی عینک کے موٹے شیشے صاف کرتے ہوئے بیٹھ گئے۔ اب مقتدیوں نے سوال کیا۔ کہ حضرت قرارداد کا کیا ہوا۔ تو بگڑ کر کہنے لگے۔ کہ آپ لوگ میرے کندھے پر رکھ کر بندوق چلانا چاہتے ہیں؟ حضرت مولانا بندوق چلانے کے لئے تو کندھا بچا گئے۔ لیکن تحریک کے ایام میں اسٹیجوں پر کھڑے ہو کر بندوق کے سامنے کندھا پیش کرنے کے زبردست حامی تھے۔ سیاسی محفلوں کے دود چراغ محفل بھی ہیں۔ کبھی مسلم لیگ لعنة الله على القوم الفاسقين تھی۔ اور جب نیم صدارت کی عبا پیش کر دی گئی۔ تو ایک ہی ہفتے میں امت وسطی قرار پا گئی۔ ایک جمعہ کے خطبہ میں اول الذکر اعلان ہو رہا تھا۔ تو دوسرے ہی جمعہ کو پورے زور بیان سے اسی کو ووٹ دینے کی تبلیغ ہو رہی تھی۔ اور جی تو بھلا کس کا نہیں چاہتا۔ کہ ہمیں جیتے جی غازی اور مرنے کے بعد رحمۃ اللہ علیہ سے یاد کیا جائے۔" دوسرا تسلیم شدہ طریق یہ ہے۔ کہ مختلف مسجدوں میں جماعت کے ایک ایک دو دو آدمی گھس جاتے ہیں۔ اور چند سیدھے سادے مسلمانوں کو اسلام کے نام پر اپنا ہم خیال بنا لیتے ہیں۔ پھر خطیب سے قرارداد پیش کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ اکثر خطیب بھی چونکہ سادہ دل ہوتے ہیں۔ اسلام کے نام پر کچھ رد و قدح کے بعد مان جاتے ہیں۔ مگر جو نہیں مانتا۔ اس کو اس طرح بدنام کرنا شروع کر دیا جاتا ہے۔ اور اس پر طرح طرح کے الزام پورے طرح لگائے جاتے ہیں۔

جس طرح مندرجہ بالا مثال سے ظاہر ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ کوئی دل گردہ والا ہی مذہب کے نام پر کی گئی اس منظم سازش کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ کیونکہ خطیب بے چارے کی زندگی محلہ کے لوگوں کے رحم پر ہوتی ہے۔ جن کی ذہنیتوں کو جیسا کہ ہم نے اوپر عرض کیا ہے۔ مسموم کرنا مشکل نہیں ہوتا۔ محلہ کے شرفا جن کی در اصل اکثریت ہوتی ہے۔ اپنی عزت کے ڈر سے بول نہیں سکتے۔ ورنہ ان پر بھی طعن و تشنیع کی بوچھاڑ ہونے لگتی ہے۔ اور انہیں دوسری طرح تنگ کرنے کی دھمکیاں دی جاتی ہیں۔ وہ بے چارے ڈر کے مارے چار و ناچار ہاں میں ہاں ملانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اور اس طرح رائے عام کا بلبلہ بزعم خود پھولتا چلا جاتا ہے۔

اسی بلبلہ کی تو کوئی بساط نہیں ہوتی۔ مگر عوام کے دلوں میں حکومت کے خلاف بغاوت کا بیج ضرور بو یا جاتا ہے۔ اور وہ پھوٹ کر آہستہ آہستہ بڑھتا رہتا ہے۔ اور اس طرح اکثر دلوں میں حکومت کے خلاف تلخ جذبات کا ایک بارود خانہ تیار ہو جاتا ہے۔ جب یہ اسی چنگاری پھینکنے سے بھبھوکا اٹھتا ہے۔ اور ملک کے امن کو بھسم کر کے رکھ دیتا ہے۔

ایسی صورت حال میں حکومت صرف قانون کے مطابق کچھ پابندیاں ہی عائد کر سکتی ہے سوسائٹی کا ذہنی معیار بلند کرنا در اصل رہنماؤں کا کام ہے۔ جو شہریوں کے دلوں میں جرأت کا مادہ ابھاریں۔ جو دلیری سے ایسے تخریبی عناصر کی سرگرمیوں کا مقابلہ کریں۔ خواہ وہ مقدس سے مقدس لباس پہن کر ہی کیوں نہ آئیں۔ جڑانوالہ کے خطیب نے ایک نہایت جرأت مندانہ مثال پیش کی ہے۔ اگر دوسرے خطیب بھی اسی جرأت سے کام لیں۔ تو ملک کی فضا ایسی ہو سکتی ہے۔ جس میں امن پسند شہری سانس لے سکتے ہیں۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کا جلسہ تقسیم انعامات

ربوہ ۲۸ جون۔ آج صبح چھ بجے بورڈنگ ہوس میں تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کا جلسہ تقسیم انعامات مکرم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں سکول کے سٹاف اور طلباء کے علاوہ بہت سے مقامی دوستوں اور بزرگوں نے بھی شرکت کی:

جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن کریم سے ہوئی۔ اس کے بعد تلاوت قرآن کریم کا مقابلہ ہوا جس میں مبشر احمد نہم اول اور سعید احمد ہشتم دوم قرار پائے۔ پھر طلبا کے مابین تقریری مقابلہ ہوا۔ اس مقابلہ میں شامل ہونے والے طلباء میں سے منور احمد دہم اور عطاء الرحیم جماعت نہم علی الترتیب اول و دوم رہے

ان مقابلوں کے بعد محترم صوفی محمد ابراہیم صاحب ہیڈ ماسٹر نے رپورٹ پڑھی۔ اس کے بعد صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم۔اے نے طلباء کو خطاب فرمایا۔ اور ان کو اپنی صلاحیتوں کو مکمل طور پر اجاگر کرنے کی ضرورت کی طرف توجہ دلائی۔ ازاں بعد سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے انعامات تقسیم کئے۔ میزان میں اول اور دوم اور دینیات میں امتیاز حاصل کرنے والے طلبہ کے علاوہ ممتاز کھلاڑیوں کو بھی انعامات دیئے گئے۔ آخر میں صاحب صدر نے اپنی صدارتی تقریر میں انعام حاصل کرنے والے بچوں کو مبارک باد دی اور دوسروں کو آگے بڑھنے کی تلقین کی۔ پھر ہیڈ ماسٹر صاحب نے معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ اور مشروبات کے بعد مجلس برخاست ہوئی۔

مکرم ہیڈ ماسٹر صاحب نے اس موقعہ پر جو رپورٹ پڑھی۔ اس کا ایک حصہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

یوں تو ہمارے سکول کے نتائج قادیان میں بھی حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب مرحوم کی ہیڈ ماسٹری کے زمانہ میں بہتر ہونے شروع ہو گئے تھے۔ لیکن ہجرت کے بعد اس میں غیر معمولی اور خوشکن ترقی ہوئی جب ہمارا سکول چنیوٹ سے ربوہ منتقل ہوا۔ تو ہمارے ایک طالب علم نے یونیورسٹی بھر میں اول اور ایک نے تیسری پوزیشن حاصل کی۔ اس کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد حضرت شاہ صاحب کا انتقال ہو گیا۔ اور سکول ایک نہایت مفید وجود سے محروم ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

تاہم اللہ تعالےٰ نے ان کے کام میں برکت دی اور اس کے بعد بھی طلباء نے اپنے اس اعلےٰ معیار کو برقرار رکھا۔ اور یونیورسٹی کے نتائج کے لحاظ سے ہر سال چوٹی کے دس طلباء میں سے ہمارے سکول کا حصہ رہا۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

اس سال بھی اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہماری میٹرک کلاس کا نتیجہ ۹۳ فیصدی ہے۔ اور سکول میں اول آنے والے طالب علم کی جس نے ۷۱۳ نمبر حاصل کئے ہیں یونیورسٹی میں چھٹی پوزیشن ہے۔ کامیاب ہونے والے طلباء میں سے ۲۵ فرسٹ ڈویژن میں اور ۳۶ سیکنڈ ڈویژن میں آئے ہیں۔ گویا کیفیت اور کمیت کے لحاظ سے نتیجہ بہت خوشکن ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ سکول کی اس اعلےٰ کامیابی کی خبر ملنے پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے کراچی سے مبارکباد کا تار موصول ہوا اور جناب ناظر صاحب اعلےٰ اور بہت سے دیگر احباب نے بھی مبارکباد کے خطوط لکھے میں ان سب بزرگوں کا بے حد ممنون ہوں۔ کہ انہوں نے ہماری دلجوئی فرمائی۔ دراصل یہ کامیابی ان کی مشفقانہ دعاؤں کے باعث ہوئی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان کی ہمدردانہ دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا ہے۔ اور اپنے فضل سے نوازکر ہمیں سکول کی شہرت کو برقرار رکھنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ مجھے اس امر کا اظہار کرتے ہوئے مسرت محسوس ہوتی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہمارے سٹاف میں فرض شناسی کا جذبہ صحیح رنگ میں موجود ہے۔ اساتذہ نہایت محنت، اخلاص اور جانفشانی سے کام کرتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کا فضل جذب کرنے کے لئے دعاؤں پر زور دیتے ہیں اور بہترین طریق پر میرا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالےٰ کے فضل سے سکول کی شاندار روایات قائم ہیں سٹاف کی محنت جانفشانی اور ٹیم ورک (Team work) کو انسپکٹنگ سٹاف نے بھی محسوس کیا ہے۔ اور لاگ بک میں اس کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ بایں ہمہ سکول کے معیار کو بلند کرنے میں ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ اور میں اور میرے رفقائے کار اس بلند معیار پر سکول کو پہنچانے میں ہمیشہ کوشاں رہیں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زیر نظر تھا۔

تعداد

اس وقت سیکنڈری ڈیپارٹمنٹ میں طلباء کی تعداد ۵۸۰ اور حصہ پرائمری میں ۳۱۴ ہے۔ اس طرح گویا قادیان کے سکول کی تعداد کے نصف سے متجاوز ہو چکی ہے۔ اور جس سرعت سے تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس کے پیش نظر امید ہے کہ تھوڑے ہی عرصہ میں انشاءاللہ ہم اس تعداد تک پہنچ جائیں گے۔ جو قادیان میں ہجرت سے قبل تھی۔

عمارت

سکول کی عمارت میں اس سال چار کمروں کا اضافہ ہوا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام وسع مکانک کے ماتحت ہماری ہر توسیع کے بعد تعداد میں اضافہ ہم سے مزید توسیع کا مطالبہ کرتا ہے۔ چنانچہ اس وقت بھی سکول کی موجودہ عمارت صرف جماعت ہفتم سے دہم تک کے دس سکشنوں کی ضروریات کو پورا کرتی ہے۔ چھٹی جماعت کے دو سکشنوں کو بورڈنگ ہاؤس میں جگہ دی گئی ہے۔ اور پرائمری کلاسز نہایت بے کسی کی حالت میں شکستہ اور کچی عمارت میں جو بے حد تنگ اور ناکافی ہے ٹھونسی گئی ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ کہ ان طلباء کو صحیح معنوں میں تعلیم حاصل کرنے میں اور ان کے اساتذہ کو تعلیم دینے میں کس حد تک کامیابی ہوتی ہے۔ پرائمری کلاسز کی تعلیم بنیادی تعلیم کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور اس کا اثر آئندہ تعلیم پر لازماً گہرا پڑتا ہے۔ اگر پرائمری سکول کی عمارت مجوزہ نقشہ کے مطابق موجودہ سکول کے ساتھ ہی جلد تعمیر ہو جائے۔ تو میرے لئے دونوں حصوں کی نگرانی میں سہولت ہو۔ اور بچوں کی تعلیم و تربیت بھی صحیح رنگ میں ہو سکے

دینی تعلیم و تربیت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مدرسہ کی تعمیر جس غرض سے فرمائی۔ اس کو پورا کرنے کی کوشش ہم حتی المقدور ہر وقت کرتے رہتے ہیں۔ سکول کا آغاز صبح قرآن کریم کی تلاوت سے ہوتا ہے۔ جس کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا مختصر سا درس ہوتا ہے۔ اس کے بعد طلباء روزمرہ کے تعلیمی کام کی تکمیل کے لئے کلاسز میں منقسم ہو جاتے ہیں۔ دینیات کے لئے ایسا کورس مقرر ہے۔ کہ دسویں جماعت کے پرانے طلباء یونیورسٹی کا امتحان دینے سے قبل ختم کر لیتے ہیں۔ اس کورس میں قرآن کریم کے علاوہ کچھ احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی بعض کتب بھی شامل ہیں گویا جب کوئی طالب علم ہمارے سکول سے فارغ ہوتا ہے تو اسے اپنی عمر اور تعلیم کے مطابق اچھی خاصی واقفیت حاصل ہو جاتی ہے۔ البتہ جو بچے ایک سال یا اس سے کم عرصہ کے لئے یہاں رہتے ہیں۔ وہ پوری طرح مستفید نہیں ہو سکتے جماعتی کاموں سے واقف رکھنے کی غرض سے سکول کی طرف سے گاہے گاہے بزرگان سلسلہ اور مبلغین و مبشرین کرام کو سکول میں تشریف لاکر طلبا کو خطاب کرنے کی دعوت دی جاتی ہے۔ اس سے طلباء کو سلسلہ کے مبلغین کی نقل و حرکت اور تبلیغ اسلام سے متعلق مساعی کا علم ہوتا رہتا ہے۔ چنانچہ وقت آنے پر باہر سے آنے والے مبشرین کو اور تبلیغ پر باہر جانے والے مبلغین کو اپنے ہاں مدعو کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوتی رہی ہے۔ خطبات جمعہ کے علاوہ جن میں شامل ہونے کی سعادت تمام اہالیان ربوہ کو حاصل ہے اس سال حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے طلباء جماعت دہم کی الوداعی تقریب پر بنفس نفیس تشریف فرما ہو کر قیمتی نصائح سے نوازا۔

ادبی مجالس

تقریر اور تحریر کی مشق کرنے کی غرض سے مقررہ پروگرام کے ماتحت طلباء کے اجلاس کبھی اساتذہ کی زیر نگرانی اور کبھی اپنے میں سے منتخب کردہ صدر کی زیر نگرانی منعقد کروائے جاتے ہیں۔ ان ہفتہ وار اجلاسوں میں مشق کی وجہ سے تقاریر کا معیار طلبا کی استعداد اور عمر کے لحاظ سے کافی بلند ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ان سکولوں میں جب بھی ہمارے طلباء ڈسٹرکٹ مقابلوں میں شامل ہوئے ہیں اللہ تعالےٰ کے فضل سے خراج تحسین حاصل کرتے رہے ہیں اور گزشتہ سال طلباء کا ایک ایسا ہی ادبی اجلاس دیکھ کر جس میں طلباء نے عام اسلامی یا ملکی مسائل پر تقریریں کیں۔ ڈپٹی انسپکٹر صاحب ملتان ڈویژن بہت متاثر ہوئے۔ اور لاگ بک میں نوٹ فرمایا کہ تقریر کے میدان میں طلبا کی صحیح اسلامی رنگ میں تربیت کی جا رہی ہے۔

ورزشی کھیلیں

کھیل کے میدان میں بھی خدا تعالےٰ کے فضل سے ہمارے طلباء امتیاز حاصل کر رہے۔ باوجود کھیل کے میدانوں کے معیار کے اعتبار سے ابتر حالت کے گزشتہ سال ہماری ہاکی ٹیم نے ڈسٹرکٹ ہاکی کپ جیت کر سکول کی نیک شہرت میں اضافہ کیا۔ اسی ڈسٹرکٹ مقابلہ میں مرزا ادریس احمد ضلع بھر میں بہترین کھلاڑی قرار پائے۔ Athletics کے ڈسٹرکٹ مقابلوں میں ہمارے متعدد کھلاڑیوں نے انعامات حاصل کئے اور بحیثیت مجموعی ہماری اتھلیٹکس کی ٹیم ضلع بھر میں دوم قرار پائی۔ اس طرح ہمارے بورڈنگ ہاؤس

(باقی دیکھیں صفحہ [illegible] پر)

غلام احمد پرویز اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی

(۲)

15

گذشتہ سے پیوستہ

ہمیں افسوس ہے۔ کہ آپ کے مقالہ کا بھی سارا رحجان ذہنوں میں اسی اثر کو پیدا کرنے کی طرف ہے۔ کہ چونکہ پرویز صاحب پہلے گورنمنٹ آف انڈیا کے دفتر میں ملازم تھے اور اب حکومت پاکستان کے دفتر میں ہیں۔ اس لئے وہ جو کچھ قرآن کے نام سے کہتے ہیں۔ وہ پہلے انگریز کی حمایت کے لئے تھا۔ اور اب حکومت کے ایماء سے ہوتا ہے چنانچہ آپ نے یہاں تک بھی لکھ دیا ہے۔ کہ ان کی کتاب "معارف القرآن" انہی کتابوں میں سے ہے جو سیاسی ضرورتوں کے تابع لکھی جاتی ہیں"۔ ہم پرویز صاحب کے وکیل نہیں ہیں۔ جو ان کی مدافعت کریں۔ لیکن ایک گذارش ضروری سمجھتے ہیں پرویز صاحب کی تحریریں اور تقریریں گذشتہ (قریب) پچیس سال سے ہمارے سامنے آرہی ہیں۔ وہ کسی ایک آدھ مضمون یا کتاب میں محدود نہیں۔ بلکہ ہزارہا صفحات میں پھیلی ہوئی ہیں۔ ہم یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا ان ہزارہا صفحات میں پھیلی ہوئی تحریروں میں آپ کوئی ایک مقام بھی ایسا دکھا سکتے ہیں۔ جس سے یہ ثابت ہو۔ کہ اس باب میں قرآن کی تعلیم تو یہ تھی، اور اس شخص نے حکومت کی رعایت سے اسے اس غلط شکل میں پیش کرکے مسلمانوں کو گمراہ کیا ہے؟ آپ کو ان خیالات سے اتفاق ہو یا اختلاف۔ یہ الگ بات ہے لیکن ہمیں یقین ہے۔ کہ آپ ہزار تجسس وکاوش کے باوجود کوئی ایک ایسا مقام بھی نہیں دکھا سکیں گے۔ جس سے یہ ثابت ہو۔ کہ انہوں نے حکومت کی رعایت سے قرآن کو مسخ کردیا ہے۔ جب صورت حالت یہ ہو۔ تو کیا یہ زیادتی نہیں۔ کہ ہم اس شخص کے خلاف (بلا دلیل وثبوت) ایسا سنگین الزام عائد کردیں۔ کہ وہ انگریز کے مفاد کے لئے قرآن پیش کرتا رہا ہے۔ اس کے برعکس ذرا یہ دیکھئے۔ کہ اس شخص کے جذبے نے دفتر کی مصروفیت کے باوجود کیا کچھ کر دکھایا ہے۔ دفتر کی چکی وہ بلا ہوتی ہے۔ کہ لوگوں کو اس قابل ہی نہیں چھوڑا کرتی۔ کہ وہ اپنے احباب کے خطوط کا جواب بھی دے سکیں۔

آپ غور کیجئے۔ کہ ایک شخص عمر بھر اس چکی کو بھی پیستا رہا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے قرآنی فکر کی نشر واشاعت میں تن تنہا اتنا کچھ کیا ہے۔ کہ اسے کوئی جماعت کرسکتی تو کرسکتی ایک فرد کبھی نہ کرسکتا۔ پھر اس نے اس کے معاوضہ میں کسی سے ایک پیسہ تک بھی نہیں لیا۔ بلکہ جو کچھ اپنی محنت سے کما کر لایا۔ اسے بھی اسی کی نذر کردیا۔ یہ کچھ صرف "عشق" کرا سکتا تھا۔ اور جاننے والے جانتے ہیں۔ کہ پرویز کو قرآن سے عشق ہے۔ اس کے بعد آپ سوچیئے۔ کہ بجائے اس کے کہ ہم اس شخص کی اس بے لوث محنت کی داد دیں۔ ہم اسے اس لئے بدنام کرتے پھریں۔ کہ اس نے دفتر کی ملازمت کو ذریعہ معاش کیوں بنایا ہے۔ مذہب کو ذریعہ معاش کیوں نہیں بنایا۔ کہاں تک روا ہے؟

باقی رہا یہ کہ دفتر کی ملازمت ایک غیر ملکی یا غیر اسلامی حکومت کے ساتھ تعاون ہے۔ لہٰذا تعاونوا بالاثم والعدوان۔ سو یہ سوال کہ کیا کسی حکومت کے استحکام کے سلسلہ میں صرف اس کے دفتری ملازمین ہی تعاونوا علی الاثم والعدوان کے مرتکب ہوتے ہیں۔ یا دوسرے لوگ بھی اس میں برابر کے شریک ہوتے ہیں۔ ایک وسیع موضوع ہے۔ جو تفصیل چاہتا ہے۔ اس وقت ہم صرف اتنا عرض کریں گے۔ (اور غالباً آپ بھی اس سے متفق ہوں گے) کہ جس طرح ہر اس شخص کے متعلق جس نے ملازمت اختیار نہیں کی۔ یہ نہیں کہا جاسکتا۔ کہ اس نے نظام حکومت کو مستحکم بنانے میں تعاون نہیں کیا۔ اس طرح ہر دفتری ملازم کے متعلق بھی یہ نہیں کہا جاسکتا۔ کہ اس نے ملازمت اختیار کرکے ملت فروشی اور دین سے غداری کی ہے۔ ملازمین کے طبقہ میں بھی ایسے ایسے "قلندر" مل جاتے ہیں۔ جن کی ملت نوازی اور حق پرستی کے کارناموں کے سامنے ہم جیسے بہت سے غیر ملازمین کی گردنیں جھک جاتی ہیں۔

آپ نے بار بار اسے دوہرایا ہے۔ کہ طلوع اسلام کے سامنے کوئی مثبت پروگرام نہیں۔ اس کا مسلک صرف منفیانہ ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ ہم لوگ ہنگامی تحریکوں کے اس درجہ خوگر ہوچکے ہیں۔ کہ کوئی غیر ہنگامی تحریک ہمیں مثبت محسوس ہی نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس طلوع اسلام (قرآنی بصیرت کی روشنی میں) اس نتیجہ پر پہنچا ہے۔ کہ جب تک کسی قوم کے فکری تصورات صحیح بنیادوں پر استوار نہ ہوں۔ اس کی ہنگامی تحریکیں ہمیشہ تخریب کا موجب بنتی ہیں۔ اسی بنیاد پر اس نے یہ مسلک اختیار کیا ہے۔ کہ ہر قسم کے ہنگاموں سے الگ ہٹ کر قوم کے تعلیم یافتہ طبقہ کے فکری تصورات کو قرآن سے ہم آہنگ کردیا جائے۔ اسے یقین ہے۔ کہ اگر ایسا ہوگیا۔ تو پھر قوم کی وہ خرابیاں از خود دور ہوجائیں گی۔ جن کا رونا ہم میں سے ہر ایک روتا ہے۔ لیکن جس کا علاج کسی کی سمجھ میں نہیں آتا۔ اللہ کا احسان ہے۔ کہ اس باب میں طلوع اسلام کو بڑی کامیابی نصیب ہوئی ہے۔ اور اس وقت ہزاروں کی تعداد میں ایسے نوجوان تعلیم یافتہ موجود ہیں جنہیں اگر طلوع اسلام نہ سنبھال لیتا۔ تو وہ ملا کے پیش کردہ اسلام کی وجہ سے خالص دہریت کی گود میں پہنچ چکے ہوتے۔ معلوم نہیں۔ آپ نے محترم پرویز صاحب کے قرآنی فکر کا کس حد تک مطالعہ کیا ہے۔ لیکن جن حضرات نے اس سے التزاماً استفادہ کیا ہے۔ وہ بیک زبان معترف ہیں۔ کہ انہوں نے جس انداز سے اسلام کی صداقت اور قرآنی نظام کے بے مثل وبے نظیر ہونے کو عصر حاضر کے علوم کی روشنی میں بدلائل وبراہین ثابت کیا ہے۔ اس کی مثال شاید ہی کہیں اور مل سکے گی۔

آپ فرمایئے۔ کہ قرآن کے متعلق اس سے زیادہ مثبت پہلو اور کیا ہوسکتا ہے۔ کہ وہ ہماری آنے والی نسل کے تصورات کی بنیادیں درست کردے۔ طلوع اسلام کا اولین مخاطب طبقہ' قوم کا نوجوان تعلیم یافتہ طبقہ ہے۔ اور چونکہ ہمارا تعلیم یافتہ طبقہ زیادہ تر ملازمتوں میں آجاتا ہے۔ اس لئے آپ کو طلوع اسلام کے معاونین کی فہرست میں بیشتر انہی کے نام دکھائی دیتے ہیں۔ بہرحال یہ ہے طلوع اسلام کا مسلک۔ ہوسکتا ہے کہ کسی کو اس مسلک سے اتفاق نہ ہو۔ لیکن یہ کہہ دینا کہ چونکہ اس کے پڑھنے والوں میں زیادہ طبقہ ملازمت پیشہ لوگوں کا ہے۔ اس لئے یہ سرکار پرستوں کا پرچہ ہے۔ زیادتی ہے اگر جرأت عرض معاف ہو۔ تو گذارش کروں۔ کہ طلوع اسلام کے معاونین میں تو آپ کو شاید سو پچاس نام ملازمین کے نظر پڑیں۔ (اور ان کی سعادت بھی صرف اس حد تک ہے کہ وہ اس کے لٹریچر کے خریدار ہیں۔) لیکن یہ حقیقت یقیناً آپ کی نگاہوں سے پوشیدہ نہ ہوگی۔ کہ جماعت اسلامی کے معاونین کا بیشتر حصہ سرکاری دفتروں کے اندر ہے۔ لہٰذا یہ بات تو کچھ خدا لگتی نہیں۔ کہ طلوع اسلام کی فہرست میں کچھ نام سرکاری ملازمین کے مل جائیں۔ تو اس سے یہ پرچہ سرکار پرستوں کا قرار پاجائے۔ اور جماعت اسلامی کے معاونین کی صفوں کی صفیں سرکاری ملازمین پر مشتمل ہوں۔ تو وہ جماعت بدستور حریت پرست رہے۔ میں نے یہ بات محض آپ کی دلیل کے ضمن میں لکھی ہے۔ ورنہ جیسا کہ اوپر عرض کیا جاچکا ہے۔ طلوع اسلام کا اولین مخاطب تعلیم یافتہ نوجوانوں کا طبقہ ہے۔ جسے وہ ہنگامی جھگڑوں سے الگ ہٹا کر ان کی نگاہ کے زاویہ کو قرآن سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور جو شخص یا تحریک اس کے اس راستہ میں حائل ہوتی ہے۔ وہ اس کی امکان بھر مخالفت کرتا ہے۔ خواہ وہ ایوان حکومت سے متعلق ہو۔ اور خواہ محراب مسجد سے دبذالک امرت وانا اول المسلمین۔

خط لمبا ہوگیا۔ جس کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ آپ مجھ سے متفق ہوں گے۔ کہ ایسا ہونا ناگزیر تھا۔ مجھے توقع ہے۔ کہ آپ اس خط کو "چٹان" کی آئندہ اشاعت میں شائع فرمادیں گے۔ تاکہ اس سے ان غلط فہمیوں کا ازالہ ہوسکے۔ جن کی طرف شروع میں اشارہ کیا جاچکا ہے۔

(چٹان ۱۲ جولائی)

مکرم مرزا رمضان علی صاحب پشاوری کی وفات

حضرت مرزا رمضان علی صاحب پشاوری مورخہ ۱۸-۷-۵۲ بروز جمعہ بعمر قریباً ۸۶ برس وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرزا صاحب محترم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم صحابہ میں سے تھے۔ آپ نے غالباً سنہ ۱۸۹۳ء یا سنہ ۱۸۹۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی۔

صاحب کشف والہام تھے۔ قدیم سے آپ کا خاندان پشاور میں مقیم تھا۔ احمدیت قبول کرنے سے پیشتر شیعہ فرقہ کے ساتھ تعلق رکھتے تھے۔ اور خالص شیعہ ماحول میں آپ کی بود وباش تھی۔ نہایت جری وبہادر اور صاحب علم تھے

احباب دعا فرمادیں۔ کہ مولا کریم مرحوم کو غریق رحمت کرے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے۔ اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔ خاکسار مرزا محمد لطیف مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم پشاور۔

درخواست ہائے دعا

(۱) میری ہمشیرہ عرصہ سے مختلف عوارض سے بیمار ہے۔ اپریشن ہونے والا ہے۔ بزرگان سلسلہ دعا فرمادیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو جلد صحت عطا فرمائے۔ حکیم فضل محمد احمدی آف بی ضلع پشاور۔

(۲) میری بیوی کی آنکھیں عرصہ تین ماہ سے خراب ہیں۔ مکمل صحت کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار وہاب الدین کیپٹن از ربوہ۔

(۳) پنجاب یونیورسٹی Ph. D. کا امتحان عنقریب شروع ہونے والا ہے۔ احباب خاکسار کی نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرمادیں۔ محمد اسحاق بھاگپوری

جماعت احمدیہ اور اسکے بانی کو مسلسل مکروہ گالیاں دی گئیں لیکن صوبائی حکومت نے کوئی کارروائی نہ کرنیکا فیصلہ کیا

ہم نے اس فیصلہ سے جو تاثر لیا اُسے ظاہر نہ کرنا ہی بہتر ہے شائستگی کا ہر شائبہ اس فیصلہ کیخلاف بغاوت کرتا ہے

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ

(گذشتہ سے پیوستہ)

منٹگمری کے احمدیوں نے جب ایک احتجاجی قرارداد منظور کی۔ تو حکومت پاکستان نے ۲۱ نومبر ۱۹۵۲ء کو حکومت پنجاب سے استفسار کیا مذکورہ عبارت کو پراسیکیوٹنگ انسپکٹر نے دیکھنے کے بعد رپورٹ دی کہ اس پر ضابطہ تعزیرات کی دفعات ۱۵۳ الف اور ۲۹۵ الف اور پبلک سیفٹی ایکٹ کی دفعہ ۲۱ کے تحت کارروائی کی جا سکتی ہے۔ ڈی ایس پی سی آئی ڈی نے ۲۲ دسمبر کو رپورٹ دی کہ آزاد کے مدیر کا روزمرہ کا معمول ہے۔ کہ وہ احمدیوں کے خلاف اہانت آمیز اداریے لکھے۔ ۲۴ دسمبر کے دوروز بعد ۲۶ دسمبر کو ڈپٹی انسپکٹر جنرل نے نوٹ لکھا کہ اداریہ واضح طور پر دفعہ ۱۵۳ الف اور دفعہ ۲۱ کے تحت قابل تعزیر ہے۔ لیکن مرکزی حکومت نے کوئی رہنمائی نہیں کی۔ اور اسی پر ہم ابھی تک ناپسندیدگی کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ اور مرکز کے "غیر ہمدردانہ رویہ" کے پیش نظر صوبائی حکومت کو پہل کرکے کوئی کارروائی نہیں کرنی چاہیئے۔ کوئی کارروائی نہ کرنیکی سفارش کرنے کے بعد انہوں نے احمدی فرقے کے بانی کو مسلسل مکروہ گالیاں دینے اور ان کی توہین کرنے پر سخت ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ اور لکھا کہ احسن اور اس کے رہنما اور مُلا جو کچھ روزانہ کر رہے ہیں یہ اداریہ اس کا صرف ایک حصہ ہے۔ میں ماسٹر تاج الدین سے بات کروں گا۔

شائستگی کی توہین

شائستگی کا ہر شائبہ اس فیصلہ کے خلاف بغاوت کرتا ہے۔ ہم نے یہ پیرا پہلے "آزاد" میں پڑھا تھا لیکن ڈی آئی جی کا نوٹ ہمیں اس وقت پڑھ کر سنایا گیا جب مسٹر دولتانہ کی شہادت قلمبند کی جا رہی تھی اُس نوٹ کو پڑھنے سے ہم نے جو تاثر قبول کیا اسے نہ ظاہر کرنا ہی بہتر ہے ہمیں اپنے کانوں اور آنکھوں پر اعتبار نہیں آتا تھا۔ ان دونوں میں اس قدر کیا بات ہو گئی تھی۔ کہ یہ فیصلہ بدلنا پڑا۔ کہ ان گھناؤنی صورتوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے معمولی قانونی تدابیر اختیار کی جائیں؟ کیا مرکزی حکومت ۴ سے ۲۶ دسمبر کے دوران میں بے حس ہو گئی تھی؟ اگر ماسٹر تاج الدین بالخصوص ایک اچھے آدمی تھے۔ اور ان کا قصور معاف کرنے کے لئے کوئی وجہ جواز معلوم کرنی تھی۔ تو اس جواز کو مرکز کی بے حسی میں تلاش کرنا نازیبا تھا۔ ستم ظریفی تو یہ ہے کہ درحقیقت خود مرکز یہ مضامین صوبے کے

علم میں لاتا تھا۔

مسٹر دولتانہ نے عدالت میں بیان کیا ہے۔ کہ ہوم سیکرٹری کو اس سے اتفاق تھا۔ اور میں بھی متفق تھا اگر حکام کوئی مزید کارروائی مناسب سمجھتے۔ تو میں بلا شبہ اسے تسلیم کرتا۔ نوٹوں کی بنیاد پر حکومت پاکستان کے اس مراسلے پر استوار ہیں۔ جس میں متعلقہ مضمون کا حوالہ دیا گیا تھا۔ مجھے یاد نہیں۔ کہ میں نے مضمون یا نوٹ پڑھا یا نہیں میری توجہ اس حقیقت کی جانب مبذول کرائی گئی تھی۔ کہ ڈی۔ آئی۔ جی ماسٹر تاج الدین سے ملاقات کے بعد کوئی کارروائی کرنا چاہتے ہیں۔ اور میرے کسی خاص فیصلے کی ضرورت نہیں۔ قابل اعتراض تقریروں اور تحریروں کے خلاف کارروائی کرنے کے سوال کے متعلق پہلے ہی فیصلہ کیا جا چکا تھا اور پالیسی صاف ظاہر تھی۔ حکم نامہ کے کسی ابہام کی وضاحت یا کسی خاص کیس میں معینہ ہدایات مجھ سے طلب نہیں کی گئیں۔

لیکن ہمارے ایک سوال پر انہوں نے تسلیم کیا کہ اگر ڈی۔ آئی۔ جی یا ہوم سیکرٹری کی طرف سے نوٹ کی صورت میں واضح بے عملی کا کوئی معاملہ میرے علم میں آتا۔ جو صرف بغرض اطلاع ہوتا۔ تو میں اس پر کارروائی کرنے میں حق بجانب ہوتا۔ "صرف حق بجانب نہیں۔ بلکہ یہ اُن کا فرض ہوتا کیونکہ ایسے معاملہ میں ان (مسٹر دولتانہ) کی پالیسی یہ تھی۔ کہ عام قانون کے تحت کارروائی کی جائے۔ اور ڈی آئی جی مرکزی حکومت کی دشمنی کے لئے کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتے تھے

مزید برآں مسٹر دولتانہ ان فائلوں کے متعلق جو بغرض اطلاع ان کے پاس آتی تھیں جو پوزیشن اختیار کرتے ہیں۔ میں اسے درست نہیں سمجھتا یہ فائلیں انہیں وزیر انچارج ہونے کی حیثیت سے پیش نہیں کی جاتی تھیں بلکہ اس لئے پیش کی جاتی تھیں۔ کہ وہ صورت حال جو کارروائی کی جا رہی تھی اس سے آگاہ رہیں تاکہ اگر وہ کارروائی کو ناکافی یا شدید سمجھتے ہوں۔ تو اس میں ترمیم کر دیں۔ یا اسے منسوخ کر دیں۔

اس قسم کی بے عملی ان تقاریر کے سلسلے میں نظر آتی ہے جو ۲۶ دسمبر ۱۹۵۲ء کو ختم نبوت کانفرنس چنیوٹ میں کی گئی تھیں یہ تقاریر وزیر اعلیٰ کے علم میں لائی گئی تھیں جنہوں نے رجسٹری کی رپورٹ میں نئے سال میں دیکھی۔ لیکن نہ تو کوئی ریمارک

لکھا گیا۔ اور نہ کوئی کارروائی تجویز کی گئی۔

اب تک ہم نے اس حصہ کو کانفرنسوں اور تقریروں تک ہی محدود رکھا ہے۔ اور حسب ضرورت کہیں کہیں اخباری مضامین یا کسی پمفلٹ کا ذکر کیا ہے۔ تاہم یہ ایک ٹھوس الزام ہے۔ کہ جہاں مسٹر دولتانہ نے جولائی ۱۹۵۲ء میں احرار سے سمجھوتہ کے بعد کوئی کارروائی نہیں کی۔ وہاں بعض اخبارات جو حکومت کے زیر اثر تھے اسکی پوری پوری حوصلہ افزائی کی جا رہی تھی کہ وہ تحریک کو ہوا دیں۔ اور اس کا رُخ کراچی کی طرف موڑ دیں۔

صوبہ لیگ کونسل نے ۲۶ اور ۲۷ جولائی ۱۹۵۲ء کو مطالبات مرکز کے سامنے پیش کرنے کا جو فیصلہ کیا ہے۔ اسے اس مسئلہ کا رُخ کراچی کی جانب موڑنے کی واضح مثال قرار دیا جاتا ہے۔ بظاہر مسٹر دولتانہ نے سخت مخالفت کے باوجود نمائندوں کو اس بات پر رضامند کر لیا۔ کہ وہ احمدیوں کو اقلیت قرار دینے کے متعلق قرارداد منظور کرنے پر اصرار نہ کریں لیکن یہ دلیل بھی پیش کی جاتی ہے۔ کہ انہوں نے یہ اس لئے کیا۔ کہ تحریک کا رُخ کراچی کی طرف موڑا جا سکے۔ اور مرکزی حکومت کو پریشان کیا جا سکے۔ اس کے لئے انہوں نے احرار سے سمجھوتہ کرکے میدان تیار کیا۔ انہوں نے عملاً احرار پر سے تمام پابندیاں غیر مشروط طور پر اٹھا لیں۔ اور اگر کوئی شرط تھی۔ تو بس یہ کہ احرار آئندہ انتخابات میں مسٹر دولتانہ کی حمایت کریں گے۔ اور مسٹر دولتانہ ختم نبوت کے ٹکٹ پر کھڑے ہوں گے یہ بات طے ہوئی تھی کہ نہیں؟ یہ تو آئندہ انتخابات کا مسئلہ ہے۔ لیکن بہر دست ہمارا مقصد یہ ہے کہ تحریک کا رُخ موڑنے کے رجحان کا جائزہ لیا جائے۔ خواجہ ناظم الدین بھی اس وجہ سے شاکی تھے۔ انہوں نے کہا ہے۔ کہ اس سلسلے میں جو کوئی بھی مرکز پر فیصلہ کے لئے دباؤ ڈالتا اس کا مقصد یہ تھا۔ کہ ذمہ داری مرکز پر ڈال دی جائے۔ اس صورت میں اگر فوج اور پولیس کسی آدمی پر گولی چلاتی تو صوبائی لیڈر یہ کہتے۔ کہ یہ مرکز نے ایسا کیا ہے۔ اور اگر اس کی وجہ سے مرکزی حکومت کا تختہ اُلٹ جاتا تو صوبائی حکومت عوام سے کہتی ہم ہمیشہ آپ کی حمایت کرتے رہے ہیں۔

اخباروں کی مالی امداد

یوں تو اخباروں کو عام طور پر اشتہارات کی صورت میں محکمہ تعلقات عامہ کی سرپرستی حاصل ہوتی ہے لیکن یہ بات خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔ کہ چار اُردو اخباروں کو حکومت سے بھاری مالی امداد ملتی تھی۔ یہ روپیہ بعض اداروں۔ سکولوں۔ ہسپتالوں اور جیلوں کو تعلیم بالغاں کے سلسلے میں فراہم کئے جانے والے پرچوں کی پیشگی قیمت کے طور پر دیا گیا تھا۔ لاہور کے بڑے بڑے اخباروں کی صورت حال یہ تھی پاکستان ٹائمز۔ امروز اور نوائے وقت تحریک میں دلچسپی نہیں رکھتے تھے۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ احمدیوں کے حامی ادارہ کا اخبار تھا۔ آزاد احرار کا ترجمان تھا اور الفضل، جس کی اشاعت محدود تھی، احمدیوں کا ترجمان تھا۔ زمیندار ہر ممکن حد تک احرار کا حامی تھا۔ زمیندار اور تین اخباروں نے حکومت سے مذکورہ بالا حساب میں ذیل کی رقوم حاصل کیں۔ آفاق ایک لاکھ روپے (اشتہارات کے ۲۶۲۵ روپے اس کے علاوہ ہیں) احسان ۳۷ ہزار روپے۔ زمیندار تیس ہزار روپے اور مغربی پاکستان ۲۲ ہزار روپے ان رقوم کے کچھ حصے کی ادائیگی جولائی ۱۹۵۲ء کی ذیل کی تاریخوں کو کی گئی۔

زمیندار کو دس ہزار روپے تین جولائی کو۔ آفاق کو چالیس ہزار روپے چار جولائی کو۔ احسان کو چالیس ہزار روپے ۵ جولائی کو

اصل سکیم

دولتانہ وزارت کے ڈائرکٹر تعلقات عامہ میر نور احمد کے بیان کے مطابق اخباروں کی سرپرستی کی سکیم دسمبر ۱۹۵۰ء یا جنوری ۱۹۵۱ء میں شروع کی گئی تھی خواجہ شہاب الدین وزیر اطلاعات نے ایک کانفرنس میں اس کی وضاحت اس طرح کی تھی۔ کہ جو اخبارات حکومت کے حق میں سنجیدہ اور ہمدردانہ طرز عمل اختیار کرنے کے باعث اشاعت میں خسارہ اٹھا رہے ہیں۔ اس سکیم کے تحت ان کی تلافی کی جا سکے۔

موجودہ وزارت کے وکیل چوہدری فضل الٰہی نے کہا ہے۔ کہ میر نور احمد ان چار اخباروں کی تحریک میں سرگرم رکھنے۔ اور اس کا رُخ کراچی کی جانب موڑنے میں استعمال کرنے کے لئے دولتانہ وزارت کے

16

ایجنٹ تھے۔ ادھر میر نور احمد کا دعوےٰ یہ ہے کہ جولائی ۱۹۵۲ء تک حکومت کی پالیسی یہ تھی۔ کہ اخبارون کو کسی مسئلہ کے موافق یا خلاف رائے اختیار کرنے کے حق میں مداخلت نہ کی جائے۔ لیکن جولائی کے تیسرے یا چوتھے ہفتہ میں وزیر اعلےٰ نے انہیں (میر نور احمد) بتایا کہ وہ اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں اور اخبارات کو مشورہ دیں کہ وہ اس سلسلہ پر لکھنا چھوڑ دیں۔

ہوم سیکرٹری کی شکایت

لیکن یہ کہنا درست نہیں ہے کہ حکومت نے بحیثیت مجموعی (جس میں ہوم سیکرٹریوں کو بھی شامل کرتے ہیں) صرف جولائی کے دوسرے یا تیسرے ہفتے میں اخباروں کے متعلق تشویش محسوس کی۔ کیونکہ چار جولائی ۱۹۵۲ء کو ہوم سیکرٹری نے پنجاب کی میں وزیر اعلےٰ کو ایک نوٹ بھیجا (ان کے تحریری بیان کا ضمیمہ ایچ-۱) جس میں کافی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے بعض مدیروں کی غلط روی کا ذکر کیا گیا تھا۔ میں نے صبح ڈائرکٹر تعلقات عامہ کو بلایا۔ اور میں نے ان سے کہا کہ وہ اپنی مشینری کی رفتار تیز کر دیں۔ ادھر بے کو پروپیگنڈے کے مواد سے بھر دیں۔ میں نے ان کے سامنے اس بات پر زور دیا کہ ایک دو پریس نوٹ سے کام نہیں چلے گا… وزیر اعلےٰ کی خواہش کے مطابق میں نے یکم جولائی کو مولانا اختر علی خاں اور ان کے گروہ کے اڈیٹروں سے ملاقات کی ان کے سامنے تمام صورت حال کی تشریح کی ان کے شکوک اور اندیشے دور کرنے کے لئے ان تمام سوالات کے جواب دیئے گئے جو ان کے ذہن میں پیدا ہو سکتے تھے وہ مکمل طور پر مطمئن ہو کر واپس گئے۔ لیکن مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ ایک کے سوا انہوں نے معتدل الفاظ میں بھی حکومت کی کارروائی پر پسندیدگی کا اظہار نہیں کیا۔ ٹیلیفون پر وزیر اعلےٰ کی ہدایت کے مطابق میں نے کل پھر مولانا اختر علی خاں سے بات کی اور انہیں جو کچھ کہا ہے اس کے درست ہونے کے متعلق مکمل طور پر قائل ہو جانے کے بعد آج کے اخبار میں انہوں نے عملی طور پر ہر اس بیان کو صحیح قرار دیا۔ جو حکومت نے کی ہے۔ ان کے گروہ کے دوسرے اخباروں نے بھی [illegible] کیا ہے…

کل میں نے مسٹر حمید نظامی وزارت کے وقت اور مسٹر مظہر علی خاں (پاکستان ٹائمز) کو بھی بلایا اور ان دونوں کی رائے تھی کہ حکومت نے جو کچھ کیا ہے وہ عوامی حمایت کا مستحق ہے……

لیکن مسٹر حمید نظامی نے کہا کہ وہ اپنے اخبار میں یہ لکھیں گے۔ تو وہی اخبار جن کی حکومت اور مسلم لیگ حمایت کرتی ہے۔ اپنی اشاعت بڑھانے کے لئے سب سے پہلے ان کو احمدی کہہ کر ان کی مذمت کرنی شروع کر دیں گے……

مسٹر مظہر علی خاں نے کہا کہ جھگڑے کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ خود حکومت نے مذہب کو نعروں اور قوت کا ذریعہ بنا لیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک گروہ اگر مذہب سے ناجائز فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ تو دوسروں کو اپنے مقاصد پورے کرنے کے لئے اس کے استعمال سے کیسے روکا جا سکتا ہے۔

ہم ہوم سیکرٹری کی جگہ ہوتے تو ہم دونوں حضرات کا شکریہ ادا کرتے کہ انہوں نے بعض حقائق سے آشنا کر دیا تھا۔

مسٹر غیاث الدین نے اپنی گواہی میں کہا ہے کہ وزیر اعلےٰ نے اس نوٹ پر دستخط کے بعد اسے واپس کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ ایک موقع پر مسٹر انور علی، مسٹر قربان علی اور خود انہوں نے وفد کی شکل میں وزیر اعلےٰ سے ملاقات کی۔ اور اس معاملے کے متعلق ان سے گفتگو کی اس کے بعد مسٹر قربان علی نے مسٹر نور احمد کو بلایا اور ان سے سخت الفاظ میں کہا کہ زیادہ مؤثر پبلسٹی کی جائے۔ اس زور دینے کا نتیجہ یہ ہوا کہ ڈائرکٹر تعلقات عامہ نے ایک یادداشت جاری کر دیئے۔ لیکن ہے اسی وجہ سے مسٹر غیاث الدین نے اپنے چار جولائی کے نوٹ میں کہا کہ ایک یادداشتوں سے کام نہیں چلے گا۔

۵ جولائی ۱۹۵۲ء کے فیصلوں میں یہ واضح کیا گیا ہے۔ کہ اخبارات میں پروپیگنڈا تیز تر کر دیا جائے۔ اور جو اخبارات تام طور پر حکومت کے حامی ہیں۔ ان سے اس سلسلے میں کیا تعاون کے لئے کہا جائے

میر نور احمد کی غلط بیانی

لیکن میر نور احمد کہتے ہیں۔ پانچ جولائی کی کانفرنس میں افسروں نے مجھ سے کوئی خاص طور پر بات نہیں بتائی تھی۔ اس سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے۔ کہ افسروں نے میر نور احمد سے کوئی قابل ذکر بات نہیں کی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میر نور احمد یہ بھی کہتے ہیں کہ افسروں نے مجھے اس کے سوا کچھ نہیں بتایا کہ حکومت کے حامی اخبار تعاون نہیں کر رہے تھے۔ اور مجھے مزید امداد حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کہنا ایسا ہی ہے۔ اس نے کوئی زخم نہیں لگایا البتہ یہ زخم چھ انچ گہرا تھا میر نور احمد نے یہ بھی بتایا کہ افسروں کا طرز عمل یہ تھا کہ حکام کو ایسی بات نہیں کرنی چاہیئے۔ جو مطالبات کے حق میں یا خلاف تصور کی جا سکے۔ اس کا مطلب یہ تھا۔ کہ میں مداخلت نہ کروں۔ اسی وقت انہیں پانچ جولائی کے متعلقہ فیصلوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اگر حکومت کے حامی اخباروں سے اس سلسلے میں تعاون کے لئے کہا جاتا۔ اور ہوم سیکرٹری یہ شکایت کرتے کہ ان کا رویہ ہمدردانہ نہیں تو اس کا مطالبہ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ مسٹر نور احمد مداخلت نہ کریں یا کوئی ایسا کام نہ کریں۔ جس سے حکومت کے عزائم ظاہر ہو جائیں۔ جب میر نور احمد کو ان فیصلوں کا سامنا کرنا پڑا۔ تو انہوں نے یہ کہا کہ یہ مسجدوں پر پابندی کی وجہ سے پیدا ہونے والی غلط فہمی کے بارے میں تھے۔

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی وزیر اطلاعات کے بیان سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت کے حامی اخباروں اور محکمہ اسلامیات کے خلاف تمام شکایات تھی۔ جب ڈاکٹر قریشی جولائی ۱۹۵۲ء کے وسط میں لاہور آئے تو کسی شخص نے جس کے متعلق انہیں یاد نہیں رہا۔ انہیں بتایا کہ محکمہ تعلقات عامہ اخبارات کو ایسے مضامین فراہم کر رہا ہے۔ جن کا مقصد تحریک کو ہوا دینا تھا۔ وہ اخلاقی طور پر اس بات کے قائل ہو گئے تھے کہ یہ اطلاع درست ہے۔ اسلئے انہوں نے میر نور احمد سے بے تکلفانہ دریافت کیا۔ کیا یہ درست ہے کہ محکمہ اسلامیات اخبارات کو مضامین بہم پہنچاتا رہا ہے۔ میر نور احمد نے جواب دینے سے پس و پیش کیا۔ لیکن ڈاکٹر قریشی نے اصرار کیا۔ انہوں نے کہا۔ تحریک کا رخ دوسرے جانب موڑنے کی کوشش کی گئی ڈاکٹر قریشی نے کہا، آفاق نے جو عملاً محکمہ تعلقات عامہ کے تحت ہے یہ مؤقف اختیار کر رکھا ہے کہ احمدیوں کو اقلیت قرار دیا جائے۔ میر نور احمد کا جواب یہ تھا کہ یہ تحریک کا رخ مختلف جانب موڑنے کے لئے کیا جا رہا ہے میں نے کہا کہ یہ رخ موڑنا نہیں بلکہ تحریک کو ہوا دینا ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر قریشی نے مسٹر دولتانہ سے بات چیت کی۔ ۱۰ جولائی کو چائے کی دعوت پر ڈاکٹر قریشی نے مسٹر دولتانہ سے کہا اگر صوبائی حکومت نے پبلسٹی کے سلسلے میں اپنے سابقہ موقف سے انحراف کا فیصلہ کیا ہے تو مناسب یہ تھا کہ آپ اسی سلسلے میں نتھیا گلی میں مجھ سے بات چیت کرتے وہاں بنیادی اصول کی کمیٹی کا اجلاس ہو رہا تھا) مسٹر دولتانہ نے کہا، مجھے تحریک کا رخ موڑنے کا کوئی علم نہیں انہوں نے یہ تسلیم کیا کہ ڈاکٹر قریشی سے اس سلسلے میں صلاح و مشورہ کیا جانا چاہیئے تھا۔

اس کے بعد ڈاکٹر قریشی نے مقامی ایڈیٹروں کو چائے کی ایک غیر رسمی دعوت پر بلایا۔ مسٹر حمید نظامی نے اس موقع پر الزام لگایا کہ خود میر نور احمد اخباروں میں یہ مہم چلانے کے ذمہ دار ہیں۔ ڈاکٹر قریشی کے بیان کے مطابق میر نور احمد نے اس الزام کا کوئی جواب نہ دیا۔ مسٹر حمید نظامی نے تحقیقاتی عدالت کے روبرو اپنے بیان میں کہا کہ انہوں نے انگلی سے اشارہ کرکے میر نور احمد کو "مجرموں کا سرغنہ" بتایا تھا۔ ڈاکٹر قریشی کو صحیح الفاظ تو یاد نہیں۔ لیکن وہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ معناً یہ بیان درست ہے

ڈاکٹر قریشی کراچی واپس پہنچے تو انہوں نے وزیر اعظم سے کہا کہ میری رائے میں محکمہ تعلقات عامہ تحریک کو ہوا دے رہا ہے اور یہ بات بڑی حیرت انگیز ہے کہ صوبائی حکومت کا ایک محکمہ ایسے اہم مسئلے میں مرکزی حکومت کے واضح احکام یا اجازت کے بغیر یہ پالیسی اختیار کرے میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر مسٹر دولتانہ کو اس بات کا علم نہیں کہ محکمہ تعلقات عامہ تحریک کو ہوا دے رہا ہے تو یہ بات بھی حیرت انگیز ہے کیونکہ انہیں ایسے اہم مسئلہ کے متعلق اخبارات کے تراشے ضرور بہم پہنچائے جاتے ہوں گے۔ اور انہیں اس بات کا ضرور علم ہوگا۔ کہ آفاق ایسے اخبارات بھی جو براہ راست حکومت کے کنٹرول میں ہیں تھے۔ یہی پالیسی اختیار کئے ہوئے تھے۔ مسٹر دولتانہ نے جب یہ بتایا کہ یہ پالیسی ان کے علم کے بغیر اختیار کی گئی ہے۔ تو مجھے بڑی حیرت ہوئی۔ انہوں نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ وہ اس مسئلہ کے متعلق تحقیقات کریں گے لیکن بعد میں انہوں نے اسکے متعلق کوئی بات نہیں بتائی۔ (باقی)

پنجاب کے تاجروں کو اپنی برآمدات میں اضافہ کرنا چاہیئے

وزیر تجارت مسٹر تفضل علی کی لاہور میں پریس کانفرنس

لاہور ۳ر جولائی۔ وزیر تجارت مسٹر تفضل علی نے رات ایک پریس کانفرنس میں بتایا کہ پنجاب کے تاجروں کو جو درآمدی لائسنس جاری ہوئے ہیں۔ ان کی مالیت پہلے کی نسبت تین گنا ہو گئی ہے۔ اس سال کے پہلے نصف حصہ میں یہاں کے تاجروں کو چار کروڑ روپیہ کی مالیت کے درآمدی لائسنس جاری کئے گئے ہیں۔ آپ نے کہا ۱۹۵۰ء میں پنجاب کے درآمدی لائسنس کنندگان کی تعداد ۲۷۰۰ تھی۔ لیکن اب یہ تعداد ۳۳۰۰۷ تک پہنچ گئی ہے۔ آپ نے زور دیا کہ اب تک پنجاب کی برآمدات روئی کھیلوں کا سامان اور اس جیسی اور اشیاء تھیں لیکن اب ان میں اور اضافہ کرنا چاہیئے۔ آپ نے اس ضمن میں پہاڑی نمک، تارپین تیل، رال، تمباکو اور گھریلو مصنوعات کا ذکر کیا۔

ہم کوششیں صرف کر دی ہیں۔ آپ کے تجربہ اور معاملہ فہمی کی وجہ سے جملہ امور متعلقہ سکول بطریق احسن انجام پذیر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ محترم مولوی صاحب کو جزائے خیر دے اور اپنے خاص فضلوں سے نوازے۔ آمین۔

(بقیہ صفحہ ۴)

کے چھوٹے بچوں نے بھی اطفال الاحمدیہ کے لوکل مقابلہ میں شامل ہو کر کامیابی حاصل کی اور سب چیلنج کپ جیتا۔ کھیل کے میدان کو معیاری بنانے میں پانی کی قلت حائل ہے۔ جب تک سکول میں ٹیوب ویل نہ لگ جائے یہ مشکل حل نہیں ہو سکتی۔

شکریہ یہ رپورٹ نامکمل رہے گی۔ اگر میں اس امر کا اعتراف نہ کروں کہ ہمارے ناظر محترم مکرم مولوی محمد الدین صاحب نے اپنے سکول کی ترقی میں ہمیشہ گہری دلچسپی لی ہے۔ انہوں نے ہمارے حوصلے بلند کرنے اور مشکلات کے وقت ڈھارس بندھانے میں اپنی تمام

مصر اینگلو مصری معاہدہ کو منسوخ کرنا چاہتے ہیں

بیروت میں میجر صالح سلیم کی تقریر!

بیروت ۳ر جولائی۔ بیروت میں اپنے اعزاز میں دی گئی ایک دعوت میں تقریر کرتے ہوئے میجر صالح سلیم نے کہا۔ کہ مصر چاہتا ہے۔ کہ اینگلو مصری معاہدہ کو منسوخ کر دیا جائے۔ اور سویز سے برطانوی افواج پوری طرح نکل جائیں۔ یہ مغربی طاقتوں سے معاہدات کے خلاف ہے کیونکہ مصر کو ان کے مساوی نہیں سمجھا جاتا ہے۔ نہر سویز سے برطانوی فوج نکلتے ہی مصر فلسطین میں آسانی سے امداد دے سکے گا۔ انہوں نے کہا عرب ریاستیں اجتماعی تحفظ کے معاہدہ کے ذریعہ ہی مضبوط ہو سکتی ہیں۔ مصر کسی کے خلاف نہیں ہے۔ وہ امن کا خواہاں ہے لیکن مصر ان ملکوں کا دوست نہیں ہو سکتا جو مصر اور عرب ملکوں کے اختلاف کو جو انہیں سامراجیوں نے پیدا کیا ہے۔ اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔

میکسیکو ۳ر جولائی۔ روس کے جلاوطن لیڈر ٹراٹسکی کے قاتل نے میکسیکو کی حکومت سے رہائی کی درخواست کی ہے۔ اس نے چودہ سال پہلے ٹراٹسکی کو میکسیکو میں قتل کیا تھا۔ قاتل رہائی کی درخواست پچھلے سال بھی دے سکتا تھا لیکن اسے دی نہیں

مسٹر چرچل کے دورہ امریکہ کی کامیابی مشکوک ہے

نیویارک ۳ر جولائی۔ مسٹر چرچل اور مسٹر ایڈن اوٹاوہ میں مختصر قیام کے بعد جہاز کوئین الزبتھ کے ذریعہ برطانیہ کو روانہ ہو گئے۔ روانگی سے پہلے برطانوی سفیر سر راجر میکنس اور امریکن افسر استقبال مسٹر جان میسٹر سٹمنس نے ان سے ملاقات کی۔ برطانوی اور کینیڈین اس پر متفق ہیں۔ کہ مسٹر چرچل کا دورۂ شمالی امریکہ بڑی حد تک کامیاب رہا۔ لیکن اوٹاوا اور نیویارک میں کچھ لوگ کہتے ہیں۔ کہ مسٹر چرچل کے دو کا ساز گار اثر دیر تک قائم نہ رہ سکے گا۔ امریکہ کا ایک گروہ برطانیہ کی اس تجویز کے خلاف ہے۔ کہ مشرق اور مغرب جارحانہ اقدامات نہ کرنے کے ایک معاہدہ میں شریک ہو جائیں۔ صدر آئزن ہاور کو اس گروہ کی مخالفت کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ مسٹر چرچل نے اس مخالفت کے پیش نظر گفتگو میں اس تجویز پر زیادہ زور نہیں دیا۔ تاہم انہیں یقین ہے۔ کہ اگر جنیوا کے مذاکرات کامیاب ہوئے تو اس کے نتیجہ میں مشرقی اور مغربی ممالک کے درمیان کوئی معاہدہ ناگزیر ہو گا۔

لاہور ۳ر جولائی۔ انارکلی بازار لاہور میں یکم جولائی سے ٹریفک کا رخ بدل کر نیلا گنبد سے بھاٹی دروازہ کی طرف کر دیا گیا ہے۔

برطانیہ، امریکہ و روس کی طاقت کو متوازن کرنے کیلئے ہندوستان کو بطور مہرہ استعمال کر رہا ہے

بنارس ۳ر جولائی۔ ڈاکٹر لوہیا نے یہاں پر کہا کہ جب تک چین اور ہندوستان یورپی پالیسی کی جگہ ایشیائی پالیسی نہ اختیار کریں۔ اس وقت تک چو این لائی اور نہرو امن کے مقصد کے لئے مدد نہیں دے سکتے۔ انہوں نے کہا۔ کہ نہرو اور چو کی ملاقات کوئی خصوصی اہمیت نہیں رکھتی۔ جب تک چین پر روس کا براہ راست کنٹرول ہے۔ اور ہندوستان دولت مشترکہ میں شامل ہے۔ اس وقت تک ایسے مذاکرات سے کسی آزاد پالیسی کی تشکیل نہیں ہو سکتی۔

عالمی پالیسی کی تشکیل اور بدایات ہندوستان یا چین ہی نہیں۔ بلکہ یورپ اور امریکہ میں ہوتی ہے۔ نہرو اور لائی کی ملاقات ان باتوں کا عکس ہے جو یورپ اور امریکہ میں ہو رہی ہیں۔ میرے خیال میں نہرو لائی ملاقات نہ کسی مسئلہ کا حل ہے۔ اور نہ کسی مرض کا علاج۔ فی الواقعہ عالمی پالیسی میں جو تبدیلی ہو رہی ہے۔ اور برطانیہ و روس جس طرح قریب آ رہے ہیں۔ اس کی ایک علامت نہرو لائی ملاقات ہے۔ برطانیہ۔ امریکہ اور روس کی طاقت کو متوازن کرنا چاہتا ہے۔ اس مقصد کے لئے اسے ہندوستان کا ایک اچھا مہرہ مل گیا ہے۔ لیکن چین اور ہندوستان اس وقت تک کچھ کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک روس اور انگلستان سے الگ ہو کر نئی پالیسی نہ بنائیں۔ مسٹر چو این لائی کے دورہ سے دونوں ممالک کے درمیان جو تعلقات ہیں۔ ان میں کوئی بنیادی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ معاہدہ تبت میں دو مختلف نظام ہائے حیات کے پر امن وجود کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر لوہیا نے کہا کہ در حقیقت نظام ہائے حیات صرف اس وقت قائم رہ سکتے ہیں۔ جب کہ وہ یا تو جنگ کی تیاری کریں۔ یا کسی تیسرے نظام حیات کی تشکیل کی کوشش کریں۔ ایسی کوئی علامت نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو سکے۔ کہ ایک تیسرے نظام کی تشکیل ہو رہی ہے۔

چینی عوام پرست چینیوں کی طرف سے ایک وادی پر قبضہ کی کوشش ناکام

رنگون ۳ر جولائی۔ برما کی سرکاری فوجوں نے نیشنلسٹ چین کے گوریلا فوجیوں کی اس کوشش کو ناکام بنا دیا۔ کہ مونگھٹن مونگھانگ وادی پر دوبارہ قبضہ کر لیا جائے۔ اس وقت جو لڑائی ہوئی اس میں ۷۵ چینی کام آئے۔ کئی لاشیں چینی اٹھا کر لے گئے۔

بمبئی میں شدید طوفان باد و باراں

بمبئی ۳ر جولائی۔ کل یہاں صبح سے باد و باراں کا شدید طوفان آیا۔ ساحلی کشتیوں کی نقل و حرکت طوفانی موسم کے پیش نظر بند کر دی گئی۔ اور بندرگاہ کی عمارات پر طوفان کے خطرہ سے متنبہ کرنے کے لئے ایک نشان نصب کر دیا۔

اس وقت بندرگاہ میں ۵۰ جہاز لنگر انداز ہیں۔ ان میں سے کچھ پر سامان بار کیا جانے والا ہے۔ اور کچھ سے اتارا جانے والا ہے۔ طوفانی [illegible] سامان کے اتارنے چڑھانے پر کافی اثر ڈالا۔ ان کے علاوہ پچاس جہاز اور لنگر انداز ہیں جو عنقریب کھلے سمندروں کو روانہ ہونے والے ہیں برساتی کے موسم میں برسوں کے بعد یہ پہلا اتفاق ہے۔ کہ بندرگاہ میں بیک وقت ایک سو جہاز موجود ہیں۔

چینی وزیر اعظم سخت بیمار ہیں

ویانا ۳ر جولائی۔ تازہ ترین اطلاعات سے معلوم ہوا ہے۔ کہ مسٹر سرو کیہ وزیراعظم چیکوسلواکیا دق کے سخت مریض ہیں۔

بمبئی میں روسی جہازوں کی آمد

بمبئی ۳ر جولائی۔ چھوٹے چھوٹے ۹ روسی جہاز جو بحیرہ عرب میں طوفان میں پھنس گئے تھے۔ مرمت کے لئے بمبئی لائے گئے ہیں۔ ۴ جہاز تو پہلے ہی یہاں پہنچ گئے تھے۔ اور ان کی مرمت ہو رہی تھی۔ کہ مزید جہاز کل رات مرمت کے لئے یہاں پہنچ گئے۔

تردید

لاہور ۳ر جولائی۔ حکومت پنجاب کے ایک پریس نوٹ میں بتایا گیا ہے۔ کہ حال ہی میں اخبارات میں جو یہ خبر شائع ہوئی تھی۔ کہ ضلع مظفر گڑھ کے ایک زمیندار نے پنجاب ٹرانسپورٹ بس کے ایک ڈرائیور پر کتے چھوڑ دیئے تھے۔ اس میں یہ بھی کہا گیا تھا۔ کہ مقامی پولیس نے ڈرائیور کی شکایت درج کرنے سے معذوری کا اظہار کیا تھا یہ درست نہیں ہے زمیندار اور اس کے بیٹے کے خلاف تعزیرات پاکستان کی دفعات اور ۵۰۶ کے تحت مقدمہ درج کیا گیا ہے اور پولیس اس